اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معروف مستشرق اور ایڈنبرا یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر مانٹ گمری واٹ نومبر ۱۹۷۳ء میں "البیرونی کانگرس" میں شرکت کے لیے پاکستان تشریف لائے تو "اُردو ڈائجسٹ" کو انٹرویو دیتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ "اسلام اور عیسائیت میں تصادم کا وقت گزر گیا ہے۔" اِس بات کی وضاحت اُنہوں نے اِن الفاظ میں کی۔

> تصادم، انسانی تہذیب کے لیے اچھا نہیں۔ اسلام اور عیسائیت میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ اخلاقی اقدار پر دونوں زور دیتے ہیں۔ انسانوں سے محبت کرنا دونوں سکھاتے ہیں۔ دونوں کا روحانی نظام فرد کی تکمیل میں مدد دیتا ہے۔ کائنات کے بارے میں تصوّرات کچھ زیادہ مختلف نہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ تہذیبوں کے سمجھنے اور اُنہیں ناپ لینے کے پیمانے یکسر بدل گئے ہیں۔ صدیوں کی کشمکش اور تصادم کے بعد ہم نے کیا حاصل کیا؟ ہم ایک دوسرے کو پہلے سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔---

مغربی یورپ کے مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تفہیم کے لیے جب اُن کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ "یورپ کے مرکزی مقامات پر اسلامی مراکز قائم کیے جائیں جن میں خالص علمی اور تحقیقی انداز میں کام کیا جائے" تو اِس سے اُنہوں نے اتفاق کیا، مگر ساتھ ہی کہا کہ "عیسائی علماء کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اِن مراکز کا خیر مقدم کریں گے یا نہیں"، تاہم یونیورسٹیوں سے وابستہ "اہلِ تحقیق [ان مراکز سے] ضرور رجوع کریں گے۔"

گزشتہ بیس برسوں میں مغربی یورپ کے متعدّد شہروں میں اسلامی مراکز وجود میں آئے ہیں، جہاں علمی و تحقیقی انداز میں اسلام پر غور و فکر کیا جارہا ہے۔ اِن مراکز کے کار پرداز اکثریتی مسیحی آبادی اور اس کے مذہبی رہنماؤں سے خیر سگالی کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں، مگر مسیحیّت کی نشر و اشاعت سے سرشار منّاد اپنی سابقہ ڈگر پر قائم ہیں، اور اب تو ہزارۂ سوم کے استقبال کے حوالے سے اُن کی سرگرمیوں میں شدّت آگئی ہے۔

مغربی یورپ کے ایک سے زائد تبشیری ادارے مسلم دُنیا کی زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر مسلمانوں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے وطنِ عزیز میں سوئزرلینڈ کی مطبوعہ اُردو کتابوں کی تقسیم کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ اِن کتابوں میں سے ایک "اثمارِ شیریں" ہے جسے گزشتہ ایک صدی سے تبشیری اسلحے کا اہم ہتھیار خیال کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب "الباکورۃ الشہیہ فی روایات الدینیہ" نام کے

ایک عربی ناول کا ترجمہ ہے جِس میں مختلف کرداروں کی زبان سے اسلام اور مسیحیّت کے درمیان مناظرہ پیش کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ مسیحی مصنّف نے اپنے نقطۂ نظر کی برتری اور مسلمان علماء کی بے بسی کا نقشہ کھینچنا تھا، اور یہی کام اُس نے کیا ہے۔

ایک طرف "اثمارِ شیریں" جیسی کتاب کی تقسیم جاری ہے اور دوسری طرف ہمارے مسیحی دوست اِس بات پر معترض ہیں کہ مسلمان علماء کے سنجیدہ اور عالمانہ مطالعۂ مسیحیّت پر مبنی کتابیں کیوں شائع ہوتی ہیں؟ وطنِ عزیز کے بُلند آواز سیکولر طبقے کی سرگرمیاں اور عالمی مسیحی تنظیموں کا اثر ورسوخ اپنی جگہ، مگر مذہبی حوالے سے معاشرے کو سنوارنے کی خواہش رکھنے والے مسیحی اہلِ دانش کا علمائے کرام سے ٹکراؤ کسی صورت مفید نہیں ہوسکتا۔